اپنے ملک کے علاوہ کسی دوسرے اسلامی ملک کے حکمران کے خلاف بات کرنے کا حکم

مختلف علماء کرام

ترجمہ و ترتیب: طارق علی بروہی

مصدر: مختلف مصادر۔

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ عبید بن عبد اللہ الجابری حفظہ اللہ

سوال: بعض نوجوان ان حکام پر بات کرتے ہیں جو ان کے حکام نہیں ہوتے یعنی دوسرے (اسلامی) ممالک کے ہوتے ہیں، اور اگر انہیں نصیحت کی جائے تو وہ کہتے ہیں یہ ہم پر حکام نہیں، تو ہم ایسے لوگوں کا کس طرح سے رد کریں؟

جواب: میں نے ایک ماہ پہلے سنا تھا یہ بات ہمارے نجد میں ایک بھائی کی طرف منسوب تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے پھر اس کا تتبع نہیں کیا۔ بہرحال خواہ اس کی طرف یہ بات صحیح منسوب ہو یا نہیں، یہ اس دور کی ایک غلطی ہے۔ کیونکہ بلاشبہ کوئی بھی ملک ہو ضرور وہاں ایسے احمق بیوقوف ہوتے ہیں جنہیں حمیت و جوش آتا ہے۔ اسی لیے میں اس کے جواز کا قائل نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ہم اپنے ملک کے حاکم کے علاوہ کسی دوسرے ملک کے حاکم کو گالی دیں اور عار دلائیں، تو اس کے نتیجے میں کوئی بھی بیوقوف، ظالم، منحرف و احمق شخص اس سے پرہیز نہیں کرے گا کہ وہ ہمارے حکام کو گالی دے اور ان کے خلاف ابھارے، اور کبھی تو خوارج کے ساتھ ان کے منصوبوں میں شریک ہو جائے۔

اور مفاسد کو دور کرنا ایک شرعی قاعدہ ہے۔ اور اس بارے میں ہم تفصیلی قول ایک سے زائد مجالس میں ذکر کر چکے ہیں، جن میں سے کتاب ”تيسير الإله بشرحِ أدلة شروط لا إله إلا الله“ [1] وغیرہ میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

[ویب سائٹ میراث الانبیاء سے فتوی]

---

[1] اس کتاب کا ترجمہ ہماری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

شیخ محمد بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

سوال: احسن اللہ الیکم ہم آپ فضیلۃ الشیخ سے بعض طلاب العلم اور بعض نوجوانوں کے لیے رہنمائی اور نصیحت چاہتے ہیں کہ جو بعض خلیجی ممالک کے حکام کے بارے میں کلام کرنے میں مگن رہتے ہیں اس حجت کے ساتھ کہ یہ ہمارے حکام نہیں ہیں، اور یہ ملک ہمارا ملک نہیں ہے۔ اور افسوس ہے کہ سلفی نوجوانوں کے باکثرت سیاست میں داخل ہونے اور اس میں مگن رہنے کے سبب یہ منہج سوشل میڈیا وغیرہ پر بہت زیادہ پھیلا جارہا ہے؟

جواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا ہے اور ہمارے لیے کسی اجتہاد کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

میری مراد وہ حدیث ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے جو کہ بہت سے طلبہ علم کے یہاں مشہور ہے الحمدللہ، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:

”مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِذِي سُلْطَانٍ فَلَا يُبْدِهِ عَلَانِيَةً، وَلَكِنْ وليأخذ بِيَدِهِ وليَخْلُوا بِهِ وليحدثه فيما بينه وبينه، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ“[2]

(جو کوئی حاکم وقت کو نصیحت کرنا چاہتا ہو تو اسے علانیہ نہ کرے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر، تنہائی میں لے جا کر، اپنے اور اس کے مابین نصیحت کرے۔ اگر وہ اس سے قبول کرلیتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اس کے ذمے جو تھا اس نے ادا کر دیا ہے)۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ”لِذِي سُلْطَانٍ“ بالکل عام ہے کیونکہ ”ذا“ جس کا ذکر حدیث میں جر کے ساتھ ”لِذِي سُلْطَانٍ“ آیا ہے وہ ”ذو“ بمعنی صاحب ہے۔ جیسے ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ ”الخلاصة“ میں فرماتے ہیں:

من ذاك ذو ان صحبة أبان

چناچہ ”ذو“ بمعنی صاحب ہے۔

چناچہ جس کے پاس کسی بھی صاحب سلطنت کے لیے کوئی نصیحت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ کے سلطان وحاکم کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے، بس جسے آپ نصیحت کرتے ہیں یا ارادہ رکھتے ہیں اس کے سلطان ہونے کے ساتھ مقید کیا ہے۔ تو اسے علانیہ نہ کرو۔ لہذا یہ بات خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل واضح ہے۔ پس ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ اس کی بجاآوری کرے اور جو اسے

---

[2] کتاب السنۃ لابن ابی عاصم صححہ الالبانی 1096 اس کے علاوہ یہ روایت مسند احمد اور ابن عساکر میں بھی ہے۔

چھوڑتا ہے تو وہ صاحبِ ہویٰ (خواہش نفس کا پیروکار) ہے۔

چناچہ یہ جو فہم آپ نے ذکر کیا ہے یہ فہم غیر صحیح ہے۔ کیونکہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس کسی بھی سلطنت (حکومت) والے کے لیے کوئی نصیحت ہو یعنی صاحب سلطنت کے لیے چاہے وہ مسلمانوں کے سلاطین میں سے کوئی بھی سلطان ہو، بہر حال ایک مسلمان پر جو اس کو نصیحت کرنا چاہتا ہے یہ واجب ہے کہ وہ اسے علانیہ نہ کرے کیونکہ اس میں بہت شر اور ضرر پنہاں ہے۔

اور اس لیے بھی کہ اصل مقصود نصیحت سے کسی غیر تک خیر کا پہنچانا ہوتا ہے، اور پھر غیر سے دیگر غیروں تک اس خیر کا پہنچانا ہوتا ہے، جیسے آپ کا نصیحت سلطان تک پہنچانا اور اس سے خیر نکلوا کر اس کی رعیت، عوام اور ان عام مسلمانوں تک پہنچانا کہ جو اس کے ماتحت ہیں۔ لیکن جو طریقہ سوال میں ذکر ہوا ہے وہ اس کے منافی ہے اور اس مقصود کے بھی منافی ہے۔ اگر آپ اسے اس طریقے سے نصیحت نہیں کرتے بلکہ اس کے خلاف کلام کرتے ہیں اور مشہور کرتے ہیں، تو وہ آپ سے قبول نہیں کرے گا، بایں صورت آپ ان میں سے ہو جائیں گے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ:

رام نفعا فضر من غير قصد ، ومن البر ما يكون عقوقا

اور میں ایسا کہنے والے کے سامنے ایک سوال رکھتا ہوں جو کہ خود سلطان بھی نہیں ہے، کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گے کہ تم یہاں سعودی میں رہتے ہو اور کوئی شخص کویت سے تمہیں برا بھلا کہے؟

بالکل نہیں، جب معاملہ ایسا ہے حالانکہ تم سلطان بھی نہیں تو پھر خود کو اس جگہ رکھ کر سوچو۔

لہذا اس تعلق سے علاقوں یا صوبوں کے فرق کرنے کا دعویٰ غیر صحیح ہے[3] اور عام احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مخصوص نہیں کرتے، کیونکہ بلاشبہ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے کلام سے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔

یہ فہم غیر صحیح ہے بلکہ بیمار سوچ ہے، لہذا ہر اس شخص پر واجب ہے جو یہ بات سن رہا ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طور پر فہم حاصل کرے۔

اور میں نے تو آپ کے سامنے ایک مثال بھی پیش کر دی ہے کہ یہ قائل اگر مثال کے طور پر سعودیہ میں رہتا ہے کیا وہ اس بات

---

[3] کیونکہ ہمارے یہاں بعض لوگ ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے اور حکومت مخالفت بات نہیں کرنی چاہیے مانتے ہوئے بھی، اپنے رہائشی صوبے کے علاوہ دوسرے صوبے کی حکومت ووزراء پر کلام کرنے کو روا سمجھتے ہیں۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

سے راضی ہو گا کہ کوئی انسان کویت سے اسے برا بھلا کہے؟

کیا وہ برا بھلا کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کویت تو نہیں اور کویتی تو نہیں (اس لیے میرے لیے اس کے خلاف کلام کرنا روا ہے)۔ یہ غیر صحیح ہے اور وہ قبول نہیں کرے گا۔ ممکن نہیں کہ ایسے شخص کا وہ عذر قبول کیا جائے، وہ پھر عنقریب کل براہ راست انٹرنیٹ پر اس کا رد کرے گا، یا اس پر اخبارات میں رد کرے گا، یا پھر اٹھ کر جب اپنے ملک لوٹے گا اور اس کے خلاف (ہتک عزت کا) دعویٰ دائر کرے گا، یہ دعویٰ کہ اس نے مجھے برا بھلا کہا اور پروپیگنڈہ کیا، کیا اس سے یہ عذر قبول کیے جائیں گے؟ نہیں قبول کیے جائیں گے۔

الغرض ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کے پاس اس طور پر آئے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے پاس آئیں۔

میں یہ نصیحت خود اپنے کو اور اپنے تمام بھائیوں کو کرتا ہوں۔

جہاں تک اس قول کی بات ہے جو آپ نے ذکر کیا تو بلاشبہ یہ غلطی پر مبنی ہے جو جہالت وعدم فہم پر یا پھر ہوائے نفس کی پیروی کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ تعالی ہی سے عافیت وسلامتی کا سوال ہے۔

[شیخ کے اسی موضوع پر انٹرنیٹ پر موجود آڈیو سے ماخوذ]

شیخ سلیمان الرحیلی حفظہ اللہ

سوال: احسن اللہ الیکم، سائل کہتا ہے: کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے ولی امر پر بات کرے کہ جس کی ولایت کے تحت وہ نہ ہو، اور اس کی غلطیاں اور ظلم بیان کرے؟

جواب: واللہ! مجھے نہیں پتہ کہ لوگ ایسی باتوں میں کیوں پڑتے ہیں؟!

شرعی اصول موجود ہے کہ جو مسلمانوں کے امور پر والی ہو عام ولایت کے ذریعے تو واجب ہے کہ اس سے زبان کو روک دیا جائے، یہ اصل ہے۔ اسی طرح سے اگر کوئی مسلمانوں کے ممالک میں سے کسی ملک پر والی ہے، تو اس سے بھی زبان کو روک رکھنا واجب ہے۔

یہ جو قول ذکر کیا ہے اسے لے کر بعض لوگ دندناتے پھر رہے ہیں! اور اگر میں واضح اور کھری بات کروں تو اس وقت سے

جب اخوان المسلمین کو مصر میں حکومت ملی! ورنہ تو اس سے پہلے لوگ ایسا نہیں کہا کرتے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی بعض ممالک کے حکمران نہایت برے ہوا کرتے تھے، لیکن اس وقت بھی یہی لائق تھا کہ حکام کے خلاف زبان کو بند رکھا جائے کیونکہ اس میں بہت فساد پایا جاتا ہے۔

پھر جا کر لوگ یہ باتیں کرنے لگے کہ یہ مسئلہ اس وقت کیسے ہوگا جب وہ میرے ملک کا حکمران نہیں ہے۔

اچھا! یہ تو ذریعہ بنتا اور دروازہ کھولتا ہے ولی امر پر طعن کرنے کا۔

میں کویت میں رہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنے ولی امر پر کلام کروں، تو میں مصر میں موجود لوگوں سے مطالبہ کروں کہ تم میرے حکمران پر بات کرو۔ اسی طرح سے میں سعودیہ میں ہوں اور چاہتا ہوں اپنے ولاۃ امور پر بات کروں، تو میں کویت میں موجود لوگوں سے طلب کروں کہ وہ میرے ولی امر پر بات کریں، کیونکہ ان لوگوں پر تو ہمارے ولی امر کے خلاف کلام کرنا حرام نہیں ہے!!

تو یہ ذریعہ ہے اس چیز کی طرف جو اللہ نے حرام قرار دی ہے۔ اور ایک دوسرے پہلو سے مسلمانوں کے مابین کینہ پروری اور بغض وحسد کو نشر کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس کے مطابق اگر اہل کویت امارات میں ولی امر کے خلاف بولیں، اور اہل امارات سعودیہ میں ولی امر کے خلاف بولیں، تو عنقریب اس سے معاشروں میں بغض وکینہ پیدا ہو جائے گا، اور ایک دوسرے کو گالم گلوچ کرنے لگیں گے اور بات بڑھ کر پورے کے پورے معاشرے ایک دوسرے کو سب وشتم کرنے کا شکار ہو جائیں گے۔ اور اس میں عظیم فساد ہے۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس شرعی اصول کو مضبوطی سے تھامے رہیں، وہ یہ کہ جو کوئی بھی مسلمانوں کے ممالک میں سے کسی ملک کا ولی امر بن جائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر اپنی زبان کو بند رکھیں۔ اگر کسی کی پاس نصیحت ہے تو اسے چاہیے کہ شرعی اصولوں کے مطابق اس تک پہنچا دے۔

البتہ ظاہر ہے کسی جماعت پر اور کسی ولی امر پر بات کرنے میں فرق ہے[4]۔ مثال کے طور پر کوئی انسان جماعت اخوان المسلمین

4اس میں ان لوگوں کو بھی رد ہے جو بادل نخواستہ اطاعت ولاۃ امور کے عقیدے کو ماننا ظاہر کرتے ہیں، پھر باطل جمہوری نظام اور جماعت سازی کی اجازت کو دلیل سمجھتے ہوئے بطور طنز سلفیوں کو کہتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ہمارے حکمران کی فلاں جماعت سے وابستگی ہے تو کیا ہم اس کے رکن بن جائیں!۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

کے خلاف بات کرتا ہے اور اس جماعت کی بہت سی غلطیاں اور شرعی مخالفات کی وضاحت کرتا ہے، یہ منع نہیں۔ لیکن ممالک میں سے کسی ملک کے ولی امر کو لے کر اس پر کلام کرے کہ ہم اس کے طور طریقے سے راضی نہیں یا اس جیسی بات تو بے شک یہ شرعی اصول کے مخالف ہے۔ واللہ اعلم۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضیٰ کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتویٰ دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔